بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

Legendry Mufti Zia Ul Hasan (R.A) A Short Biography

تاریخ ساز شخصیت مفتی ضیاء الحسنؒ

مختصر سوانح اور ایک سیاسی مطالعہ

مفتی ضیاء الحسنؒ بن مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ بن مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ بن مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ بن مولانا عبدالوارث لدھیانویؒ۔

مفتی ضیاء الحسنؒ کا سن پیدائش 1918ء ہے۔ آپ کے والد مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے شاگرد خاص تھے اور جمعیت علمائے ہند کے نائب صدر رہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ تقسیم ہند سے قبل تک مفتیٔ اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ دونوں حضرات کے زمانہ صدارت میں جمعیت علمائے ہند کے نائب صدر رہے۔

آنے والی سطور میں جناب میاں عبدالوارث، ساہیوال کے بیان کے مطابق مفتی ضیاء الحسنؒ کے چند اور مختصر احوالِ زندگی قلم بند کیے ہیں۔ راقم محمد قاسم خطیب جامع مسجد اللہ والی رائے ونڈ روڈ لاہور۔

حضرت کے بہن بھائیوں کی تفصیل و ترتیب:۔

(۱) مفتی ضیاء الحسنؒ۔ (۲) کلثوم مفتی صاحبہؒ۔ 66 سال قرآن کی تعلیم دی۔ (۳) سلمٰی مفتیؒ صاحبہ۔ (۴) ضیاء الحسین مفتیؒ صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند اور فاضل دہلی یونیورسٹی (۵) مفتی محمد طیبؒ فاضل دارالعلوم دیوبند+عربی ٹیچر۔ (۶) حافظ محمد طاہر گم ہو گئے تھے۔ (۷) میاں عبدالوارث صاحب۔ چند پاروں کے حافظ اور درس نظامی شرح وقایہ تک پڑھا۔ (۸) شاہدہؒ۔ (۹) زاہدہؒ۔ (۱۰) طاہرہؒ۔

(۱۱) سیّد احمد لاء گریجویٹ۔ (۱۲) زیاد احمد سابق ڈپٹی کلکٹر محکمہ انہار

کل تیرہ بہن بھائی تھے۔

سلسلہ نسب:

مفتی محمد نعیمؒ متوفی: 20 دسمبر 2 شوال 1970 بن محمد عبداللہ بن مولانا عبدالقادر (ہمصر شاہ عبدالرحیمؒ بن شاہ عبدالعزیزؒ دہلوی) بن مولانا عبدالوارثؒ (نابینا تھے، راستے میں کنویں میں گر گئے بعدازاں نکالنے والے نے نکالا اور لعاب دہن ڈالا اور کہا سیدھے چلے جاؤ رائے پور۔ اسی وجہ سے بقول میاں عبدالوارث کے مفتی نعیم صاحب کے والدین کہا کرتے تھے کہ ہمارے ہاں علمِ خضری ہے۔) بن مولانا جان محمد والدیا سُسر ہیں۔

والدہ محترمہ خدیجہؒ بن محمد ابراہیم متوفیہ 19 مارچ 1951ء امی جان کی محنت کے حوالے سے ان کی تایازاد بہن کہا کرتی تھی ہم ہاتھ والی چکی سے ایک رات میں پوری بوری گندم پیس لیتی تھیں۔ شادی سے پہلے تک تمام اہلِ محلّہ کو قرآن مجید کی تعلیم دیتی تھیں۔ (اللہ تعالیٰ جملہ محنت قبول فرمائے۔)

تعلیم:

درس نظامی والد صاحب کے پاس پڑھا۔ مدرسہ اللہ والا (مہتمم مولانا رمضانؒ، مفتی نعیمؒ) میں ایک ڈیڑھ سال پڑھایا۔ پھر دیوبند چلے گئے۔ وہاں دورۂ حدیث شریف تک پڑھا۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ دونوں بزرگ کہا کرتے تھے کہ یہ میرا آدمی ہے۔

مولانا حسین احمد مدنیؒ کے زمانہ میں 1940ء میں دورۂ حدیث شریف پڑھا اور لدھیانہ واپس آ گئے۔ وہاں پر حضرت مفتی نعیم لدھیانویؒ مشہور مسجد دومنزلہ میں درسِ قرآن دیا کرتے تھے۔ 1941ء میں ان کی گرفتاری عمل میں آئی تو صاحبزادہ صاحب اپنے والد کی جگہ درسِ قرآن کی خدمت سرانجام دینے لگے۔ پھر گھریلو ساری ذمہ داریاں انہی نے نبھائی ہیں۔

نیز مدرسہ اللہ والا میں شعبۂ کتب کی تدریس کی، قدوری شریف پڑھائی۔ میاں عبدالوارث نے بھی انہی سے قدوری شریف پڑھی۔

اہم واقعہ:

جب مولانا عبیداللہ سندھیؒ 25 سال کی جلاوطنی کے بعد تشریف لائے تو لدھیانہ بھی آئے۔ حضرت مفتی

نعیم صاحبؒ سے مخاطب ہوکر کہا: نعیم! تو نے اپنے لڑکوں کو درویش بنا دیا ہے۔ انہیں مجاہد بناؤ اور اس لڑکے کو میرے حوالے کرو۔ کچھ عرصہ حضرت کے ساتھ رہے۔ بعدازاں ایشیائی کانفرنس 1943ء میں اسٹیج سیکرٹری تھے اور تمام ممالک کا تعارف انہی نے کروایا تھا۔ نیز 1941ء میں حضرت سندھیؒ نے مفتی ضیاء الحسنؒ صاحب کی ہمشیرہ کلثوم بی بی سے ''بنات الاسلام'' کے نام سے ایک درس گاہ قائم کرائی۔ جوکہ بعد میں پاکستان کے مشہور علاقہ ''ساہیوال'' میں بھی قائم ہوا اور تاوقتِ تحریر جامعہ ضیاء القرآن کے نام سے علمی کارنامے انجام دے رہا ہے۔

نیز حضرت چھوٹے بڑے کل 32 اداروں کے روحِ رواں اور نگران و ذمہ دار تھے۔ انمیں سے کچھ یہ ادارے بھی تھے۔ ٹی بی ایسوسی ایشن، ریڈکراس اور سول ہاسپٹل کے سیکرٹری بھی تھے۔ ٹی بی ایسوسی ایشن کے صدر بھی تھے۔

انڈیا 46-1945ء میں نیشنل اسمبلی کے امیدوار ہوکر کھڑے ہوئے تھے۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ نے انہیں ٹکٹ دیا تھا ہار گئے تھے۔ ان کے مقابل رائے اقبال تھے جوکہ ڈسٹرکٹ لدھیانہ تحصیل جگراؤں رائے کورٹ کے رئیس تھے اور رائے عنایت اس کے بھائی تھے اور حضرت مفتی صاحبؒ کے ساتھ تھے۔

وار فنڈ کا واقعہ:

1942ء میں برٹش حکومت چندہ کر رہی تھی تو تمام جماعتوں نے مخالفت کی اور جلسے کیے۔ ایک جلسہ میں حضرت مفتی صاحب ایک شخص سیٹھ محمد حنیف کا تعارف کرانے لگے تو اس قدر لمبی تقریر کی کہ خود گرفتار ہوگئے اور اس شخص کو کچھ نہ کہا گیا۔ کئی مرتبہ گرفتاری بھی عمل میں آئی۔ پھر پاکستان انڈیا الگ الگ حکومتیں سامنے آئیں۔ ساری فیملی پاکستان ہجرت کرکے آ گئی تھی مگر مفتی صاحب خود انڈیا میں ہی رہے۔ آٹھ نو مہینوں کے بعد تمام افراد کو نکلوا کر پھر خود پاکستان آ گئے۔ پھر اس کے بعد کراچی چلے گئے۔

ساہیوال کا پسِ منظر:۔

ساری فیملی لاہور میں حضرت مولانا احمد علیؒ لاہوری کے ہاں مہمان بن کر ٹھہرے تھے۔ بعدازاں وہاں کے ایک شیخ عظمت اللہ کے نام ساہیوال میں ایک فیکٹری الاٹ ہوئی تھی مگر اس کا قبضہ و سامان جب ہی مل سکتا تھا جبکہ

ڈپٹی کمشنر کی اجازت ہوتی۔ ڈپٹی کمشنر اس وقت راجہ حسن اختر تھے جو کہ پنڈی میں مفتی صاحب کے والد صاحب حضرت مفتی نعیم کے شاگردوں میں سے تھے۔ حضرت نے اپنے والد صاحب سے چٹھی لکھوائی، ڈپٹی کمشنر صاحب کے نام۔ جب وہاں گئے تو کام ہو گیا۔ کام ہو جانے کے بعد راجہ حسن اختر نے کہا کہ حضرت مفتی صاحب! آپ یہیں رہ جائیں تو کرنے کے کام کافی ہیں۔ حضرت وہیں ٹھہر گئے۔ گردوارہ الاٹ کر دیا گیا۔ بنات الاسلام گرلز سکول جاری کر دیا۔

پاکستان آنے کے بعد مسلم لیگ میں آ گئے تھے۔ اگرچہ خود الیکشن نہیں لڑا۔ مگر بہت ساروں کو الیکشن لڑوایا۔ 1951ء میں چودھری محمد شفیق ایڈووکیٹ کو صوبائی اسمبلی اور میاں عبدالحق کو نیشنل اسمبلی میں الیکٹ کروایا۔ یہاں پر ٹی بی ایسوسی ایشن میں شمولیت اختیار کی۔ اس کے صدر بن گئے۔ ریڈ کراس کے صدر بن گئے۔ ننکل انبیاء ہائی سکول انہوں نے جاری کیا۔ اس کے بعد جی ٹی روڈ غلہ منڈی کے باہر شیخ الہند کے نام پر محمودیہ ہائی سکول کے لیے جگہ الاٹ کروائی۔ جامعہ رشیدیہ ساہیوال مشہور مدرسہ ہے کی جگہ بھی حضرت مفتی صاحب نے الاٹ کروائی اور اس کی تعمیر بھی شیخ عظمت کے بڑے بھائی حاجی فیروز الدین وغیرہ کے ساتھ مل کر عمارت تعمیر کروائی۔

1967ء میں ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر بھی ہوئے۔ اسی زمانہ میں منٹگمری کا نام تبدیل کروایا اور اس کا سابقہ نام ''ساہیوال'' بحال کروایا۔ سارے ڈسٹرکٹ میں زکوٰۃ کمیٹیاں قائم کی اور ان کے چیئرمین بنے۔ 1970ء میں والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ غالباً 1972ء میں بھٹو دور میں جب گرفتاریاں عمل میں آئیں تو اس وقت مفتی صاحب کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ گردہ میں پتھری کی وجہ سے تکلیف زیادہ ہو گئی۔ اس وقت ہیلتھ سیکرٹری ڈاکٹر افتخار کے بقول علاج کروالیں۔ سب خرچ حکومت کے ذمہ ہے تو حضرت مفتی صاحب نے جواب دیا کہ تختے پر نہیں مرنا چاہتا۔

1976ء یا 1977ء میں گرفتار ہوئے۔ اوکاڑہ کشمور تھانہ میں تھے۔ میاں نذیر بھائی عبدالحق نے تلاش کیا اس زمانہ میں چودھری نذیر ڈپٹی کمشنر تھا۔ اس کے سامنے بات رکھی جس نے کافی کوشش کرنے کے بعد رہائی دلائی۔

ایک اہم وصف:

ہر موضوع پر گفتگو کی صلاحیت رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ اطبار کے جلسہ سے حکمت کے موضوع پر خطاب فرمایا

جس کو سن کر سامعین استعجاب و حیرت میں پڑ گئے۔

صدر پاکستان جنرل ضیاءالحقؒ سے خصوصی تعلقات تھے اور اُن کی کچھ تقاریر مفتی صاحب لکھ کر دیتے تھے۔

1983ء میں ایک کمشنر سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ وہیں پر 16 فروری 1983ء فالج کا اٹیک ہوا جس سے بایاں بازو اور بائیں ٹانگ متاثر ہوئے۔ دماغ درست کام کر رہا تھا۔ بالآخر 20 فروری 1983ء کو اپنے حقیقی خالق سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کل 65 سال کی عمر پائی۔ ماشاءاللہ گھر میں تراویح کا اہتمام ہوتا تھا۔ کل تین حج بھی کیے۔ مسجد شہدا فرید ٹاؤن میں تعمیری کاوش بھی رہی۔

مفتی ضیاءالحسنؒ کے فلاحی اداروں کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

بانی محمودیہ ہائی سکول ساہیوال	بانی ننگل انبیا ہائی سکول ساہیوال
بانی بنات الاسلام ہائی سکول ساہیوال	بانی مدرسۃ البنات لدھیانہ
بانی مدرسۃ البنات ساہیوال	بانی جامعہ رشیدیہ ساہیوال
بانی اسلامی تعلیمی ادارہ فیصل آباد	مسجد شُہدا ساہیوال

جامعہ ضیاءالقرآن ساہیوال 1986

میں مفتی ضیاءالحسنؒ کی یاد میں قائم کیا گیا۔